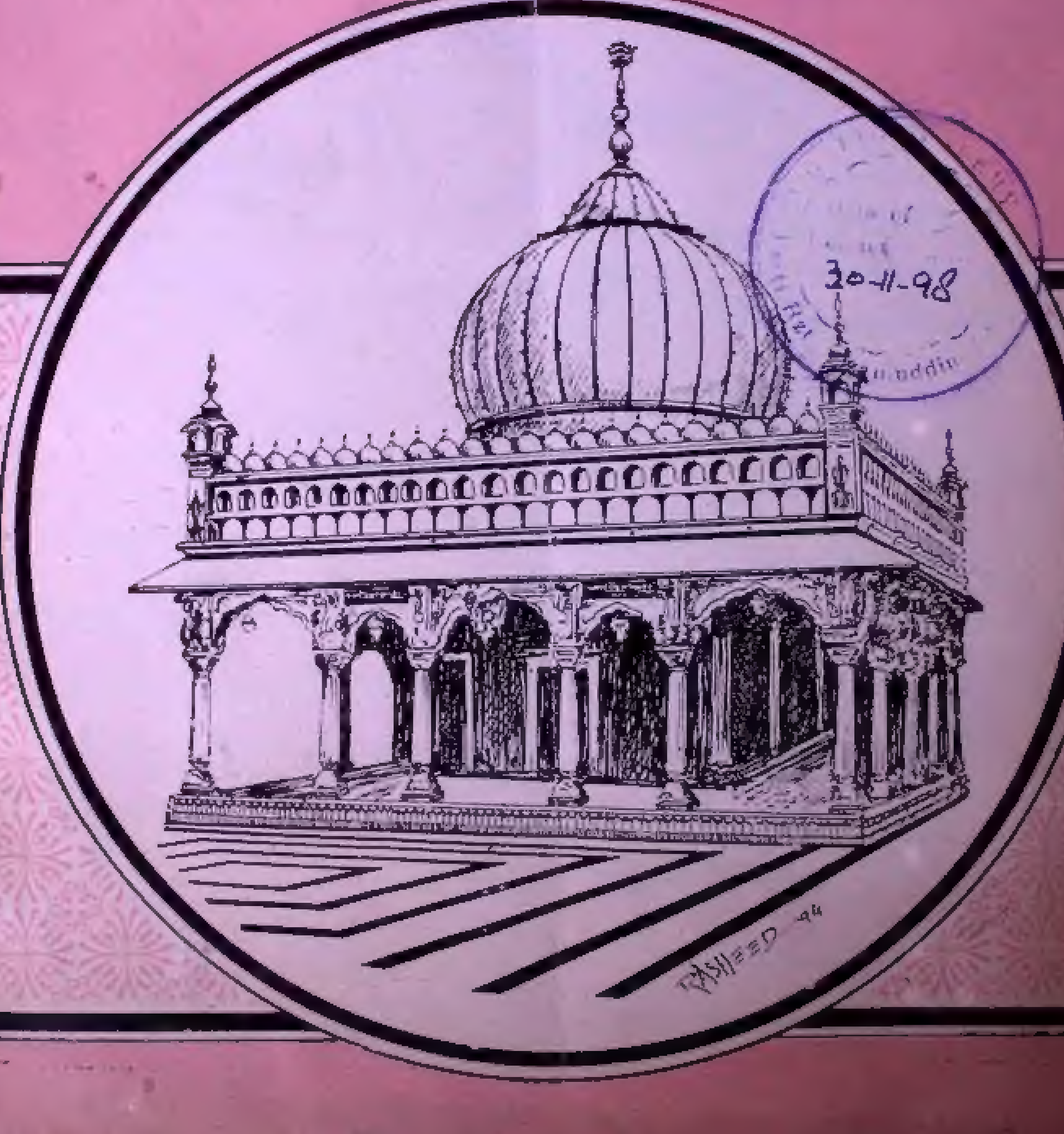
بارگاہِ سلطان المشائخ
حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا

ماہنامہ نئی دہلی

# منادی

(1590)

جلد 73
شمارہ 2



مدیر
خواجہ حسن ثانی نظامی
معاونِ مدیر
خواجہ مہدی نظامی

مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ

بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ سے
ایمان اور امن کی ندا دینے والا
اور اُن کے جانشین
امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی یادگار

# ماہنامہ منادی نئی دہلی

منادی ۱۹۲۶ء سے جاری ہے یہ تہترویں جلد کا دوسرا شمارہ ہے

درگاہ شریف اور منادی کے بارے میں خط و کتابت کرنے اور قیمت جمع کرانے کا پتہ
خواجہ حسن ثانی نظامی
ڈاکخانہ حضرت نظام الدین اولیاء
نئی دہلی ۱۳-۱۱

سالانہ قیمت
ہندوستان میں
پچاس روپے
غیر ممالک سے
دس ڈالر
فی پرچہ
پانچ روپے

## فہرست



پرنٹر پبلشر خواجہ حسن ثانی نظامی نے خواجہ پریس جامع مسجد دہلی سے چھپوا کر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نئی دہلی ۱۳-۱۱۰۰ سے شائع کیا۔

# ضروری اطلاع

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کے خسر حضرت سید صادق شہید نور اللہ مرقدہ کی سالانہ فاتحہ ۶ - ۷ شعبان کو ہوتی ہے۔

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی اہلیہ حضرت سیدہ ممودہ خواجہ بانو نظامیؒ کی تاریخ وفات ۱۰ شعبان ہے۔ اس روز سالانہ فاتحہ اور قرآن خوانی کے ساتھ ایک جلسہ قرآن فہمی کے عنوان سے ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ جس میں قرآن مجید پر علماء مضامین پیش فرماتے ہیں۔

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کے لاڈلے سب سے چھوٹے فرزند اور چہیتے مرید خواجہ سید مہدی نظامی کی فاتحہ اربعین یعنی چہلم کے ایصال ثواب کے لئے بھی اہل خاندان اور احباب نے طے کیا ہے کہ یہ تینوں ایصال ثواب ایک ہی دن یعنی ۷ رشعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ رنومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ انشاء اللہ کرلئے جائیں۔ اور ۷ ارشعبان کو کوئی پروگرام خواجہ ہال میں نہ ہو۔ بلکہ حضرت بی بی فاطمہ سامؒ کے عرس کا پروگرام ان کی درگاہ واقع کاکانگر نئی دہلی میں ہو۔ اور قرآن فہمی کا جلسہ اور حضرت خواجہ بانو کی سالانہ فاتحہ ۷ رشعبان مطابق ۲۷ رنومبر کرلی جائے۔

لہذا احباب اور پیر بھائی نوٹ فرمالیں کہ

۱- فاتحہ حضرت صادق شہیدؒ
۲- سالانہ فاتحہ حضرت سیدہ ممودہ خواجہ بانو نظامیؒ
۳- جلسہ قرآن فہمی
۴- قرآن خوانی اور فاتحہ چہلم خواجہ سید مہدی نظامیؒ

یہ چاروں پروگرام ایک ہی دن یعنی

**۷ رشعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ رنومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ بعد نماز عصر**

خواجہ ہال بستی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں انشاء اللہ ہوں گے۔ توقع ہے کہ معمول کے مطابق عالی جناب پروفیسر نثار احمد فاروقی فریدی مدظلہ العالی مقالہ پیش فرمائیں گے۔

خواجہ حسن ثانی نظامی۔ خواجہ سید نوید پاشا نظامی۔ خواجہ سید محمد نظامی
خواجہ سید جنید پاشا عبد المعز نظامی

# خواجہ سید مہدی نظامیؒ کی رحلت

مہدی میاںؒ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ اور حضرت سیدہ محمودہ خواجہ بانو نظامیؒ کے سب سے چھوٹے اور لاڈلے فرزند تھے۔ مگر انھوں نے باقی ماندہ بڑے بھائی سے پہلے ہی موت کو گلے لگا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یکم رجب ۱۴۱۹ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۸ء رات کے تقریباً دو بجے ۲۱ اکتوبر کی تاریخ ختم ہوتے ہی اور ۲۲ اکتوبر شروع ہوتے وقت انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا اور سارے خاندان برادران سلسلہ اور احباب کو روتا بلکتا چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہوئے۔ ذیابیطس اور قلب کا مریض ہونے کے باوجود ان کی عمر اصل عمر سے کہیں کم نظر آتی تھی پیدائش ۱۰ دسمبر ۱۹۳۵ء کی تھی۔ ہنس مکھ، خوش مزاج، نرم خو، خدا ترس، مذہب دوست، سچے کھرے۔ اپنے پرائے سب کے کام آنے والے۔ زندگی کے جلتے جھلستے صحرا میں بالکل نخلستان کی مانند۔ سخت بات سے ان کی زبان۔ اور تلخ گفتگو سے ان کے ہونٹ زندگی بھر نا آشنا رہے۔ ہر شخص کی بات آسانی سے مان لیتے تھے۔ حد ہے موت تک سے یہ نہ کہا کہ بھلی مانس کچھ تو ٹھہر۔ ذرا تو دم لینے دے۔ جیسے ہی اس نے پکارا فوراً ساتھ ہو لئے۔ ہفتہ بھر اسپتال میں ضرور گزارا۔ مگر تکلیف کے باوجود زیادہ وقت ہنستے بولتے رہے۔ بھوک بند ہو گئی تھی۔ ہلکا ہلکا بخار رہتا تھا ڈاکٹر حلیم کوثر صاحب کو یرقان کا شبہ گزرا۔ امتحان پر شبہ یقین سے بدل گیا۔ جدید اسپتال میں داخل کئے گئے۔ عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ہمدرد نے خصوصی توجہ فرمائی حکیم شکیل تمنا کے علاج سے افاقہ بھی ہونے لگا تھا۔ ایلوپیتھی والوں نے بھی دیکھا یکایک شکر کا لیول ڈاؤن ہوا۔ بلڈ پریشر گھٹا۔ نمونیہ کی خبر سنائی گئی۔ اور کسی دوسرے اسپتال میں منتقل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ مشہور ماہر قلب ڈاکٹر خلیل اللہ صاحب کی توجہ سے ملہوترہ اسپتال میں جدید ترین طبی سہولتیں پہنچائی گئیں مگر اندازہ ہوا کہ سمت غیب والی ہوا تو چل چکی ہے اور سرور کا چمن بس جلا ہی چاہتا ہے۔ اور پھر وہی ہوا جو دنیا میں ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ ؎

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

جس جسم کو ہنستا بولتا شفاخانے لے گئے تھے۔ وہ بے منت مسیحا جسد مردہ بن کر واپس آیا۔ اپنے باپ اور پیر اور والدہ اور خالہ کی بائیں جانب احاطہ خواجہ ہال میں حق الیقین تک کو حیرت بنائے آرام کی نیند جا سوئے۔ سدا رہے نام اللہ کا۔ دس دن گزر گئے۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ ابھی ان کے قدموں کی مخصوص چاپ سنائی دے گی۔

نادان دل کو موت کا اب تک یقیں نہیں

حسن ثانی نظامی

# اظہار تشکر

اللہ کا شکر ہر حال میں واجب۔ اس کے ہمدرد اور غم گسار بندوں کا ممنون کیسے نہ ہوا جائے۔ دکھ بیماری میں ساتھ دیں۔ جس غم کو کوئی نہ بانٹ سکے۔ اس کی شدت کو اپنی محبت کی شبنم سے ٹھنڈا کر دیں۔ صبر اور صدمہ جھیلنے کی توفیق تو پیدا کرنے والے کی طرف سے ہوتی ہے۔ چاہنے والے دوست احباب عزیز رشتے دار ساتھ نہ دیں تو زندگی کرنے کا حوصلہ بھی ہاتھوں سے چھوٹتا رہے۔ میرے پاس احساس ممنونیت کو ظاہر کرنے کے لئے اس وقت الفاظ نہیں ہیں۔ نام بنام سب کا ذکر بھی ناممکن مگر میرے نیک بخت جان ہار چھوٹے بھائی خواجہ مہدی نظامی نے ایسا نقش اس سرائے فانی میں چھوڑا ہے کہ اکثر و بیشتر تعزیت کرنے والے آبدیدہ پہلے ہو جاتے ہیں تعزیت کے الفاظ ان کی زبان پر بعد میں آتے ہیں۔ حضرت خواجہ میر درد نے سچ کہا تھا ع

بس ہے یہی مزار پہ میرے کہ گاہ گاہ
جائے چراغ کوئی دل مہرباں جلے

حضرت تقدس مآب قبلہ سید محمد محمد الحسینی مدظلہ العالی سجادہ نشین روضہ بزرگ حضور بندہ نواز گیسو دراز گلبرگہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ خبر سنتے ہی حیدر آباد تشریف لے گئے اور پہلی فلائٹ سے تدفین کے دن ہی دہلی قدم رنجہ فرمالیا۔ عزیزم سید محمود قادری اکبر میاں سلمہ بھی دفن میں شرکت کے لئے حیدر آباد سے دہلی پہنچ گئے۔ برادر روحانی محمد علی شمیم نظامی سلمہ بلگام میں تھے۔ وہاں سے گوا پہنچے۔ دہلی کی فلائٹ کینسل پائی تو بمبئی کا جہاز پکڑا۔ وہاں سے دہلی کی فلائٹ حاصل کی۔ ناندیڑ کے مجیب حسن خاں نظامی اور ان کے ہمراہی نیز ریوان مدھیہ پردیش سے حسن محمد نظامی معراج نظامی ان کے برادر خورد۔ ناظم جماعت محمد قاسم خاں نظامی۔ ہوز پیٹ سے حضرت خواجہ صاحب کے قدیم مرید روشن نظامی۔ میرٹھ کے بھیا خاندان کے سب عزیز اقارب کرم فرما اور دیگر بہت سے مقامات سے احباب منزلیں مارتے دہلی آئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے تعزیت صرف بستی حضرت نظام الدین تک محدود نہ رہی۔ دہلی اور ہندوستان تک محدود نہ رہی۔ یوروپ، امریکہ۔ افریقہ۔ مڈل ایسٹ فار ایسٹ کہاں کہاں سے نہ ہوئی۔ سب سے بڑھ کر عبد الغنی خاں صاحب اور ان کی بیوی سارہ سلمہا نے مدینہ منورہ سے اس وقت یاد کیا۔ جب مہدی میاں نہائے دھوئے سفید لباس پہنے جسے کفن نہیں احرام کہا جائے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کے قدموں میں حاضر ہونے کے لئے تیار تھے — اس سال مرحوم کا ارادہ حج و زیارت کا بھی تھا۔ سفر کی منظوری آچکی تھی۔ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃً اخریٰ کہنے سے پہلے ہی مدینہ منورہ سے یاد فرمائی آغوش رحمت وا ہو جانے کی ندا اور بشارت نہیں تھی تو کیا تھی؟

آپ حضرات سے درخواست ہے کہ مرحوم کے بیوی بچوں اور دیگر پس ماندگان کے ساتھ اس راقم الحروف مہجور کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اسے اپنے آخر وقت جس کندھے کے ملنے کی آس تھی وہ منوں مٹی کے نیچے دب گیا۔ غم نصیب

حسن ثانی نظامی

# نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

شاعر نے کہا تو کتنے جانے والے ساتھ ہو جانے کو تیار تھے۔

رنگِ گل و بوئے گل ہوتے ہیں ہوا دونوں
کیا قافلہ جاتا ہے۔ تم بھی جو چلا چاہو!

خواجہ سید مہدی نظامیؒ شکل صورت۔ رنگ روپ۔ مزاج افتاد سب میں دوسرے خواجہ حسن نظامیؒ تھے حضرت خواجہ صاحب کی جوانی کی تصویر موجود ہے۔ مہدی میاں کی اسی عمر کی تصویروں سے اس تصویر کو ملایا جائے تو ذرا سا فرق بھی نہ ملے۔ مزاج کی نرمی، شائستگی۔ ٹھیراؤ۔ سکون۔ خوش ذوقی۔ نیت کا حسن۔ نیکی کا وفور سب باپ کی طرح! پیرو مرشد کی مانند! الولد سرٌ لابیہ کی جیتی جاگتی مورت۔ ۲۲ر اکتوبر کو یہ سب ایک ساتھ ایک ہی قافلے میں چلے گئے مگر صرف مہدی میاں بن کر! یہ قافلہ صرف اکلوتے آدمی کا قافلہ تھا! کوئی دوسرا اس کوچ میں ان کا شریک نہ ہو سکا۔ کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اس پر غضب یہ کہ پیچھے رہ جانے اور چھوٹ جانے کا یارا بھی نہ کسی کو تھا۔ نہ کسی کو ہے۔ ہم دونوں بھائی جہاں تک ممکن تھا۔ ساتھ ہی رہے۔ ہم کو الگ الگ نہیں جوڑی کی حیثیت سے دیکھا اور پہچانا جاتا تھا۔ برادران وطن میں سے بعض محبت کرنے رام لچھمن تک کہہ گزرتے تھے۔ یہ بات تو خیر کانوں پر ہاتھ دھرنے والی بات تھی۔ کہاں دیوتا کہاں آدم زاد! مگر یہ راز کسی پر نہ کھلا کہ یہ جوڑی دار یہ دونوں بھائی۔ دراصل بھائی میں بھائی کو نہیں۔ بھائی میں باپ کو اپنے اپنے پیرو مرشد کو دیکھتے رہے تھے اور جو بات خواجہ صاحب کی رحلت کے وقت ۱۹۵۵ء میں بھی نہ ہو سکی تھی۔ وہ آخرکار ۱۹۹۸ء میں ہو گزری۔ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کو اب صرف مراقبے کی آنکھ سے، تصور کی آنکھ سے دیکھا جاسکے گا۔ ناسوت والی مورت جو ۱۹۵۵ء میں اٹھ جانے کے باوجود نہ اٹھی تھی۔ ہزار افسوس کہ اب اٹھ گئی۔ سدا سدا کو اٹھ گئی۔ اب ہمارے خواجہ پیارے کو عالم ناسوت میں کون دیکھ سکے گا؟ مہدی نہیں اٹھے۔ ہمارے خواجہؒ اٹھے ہیں۔

وے اٹھ گئے جو رونق بزم جہان تھے۔

شکستوں سے چور
حسن خستہ و مہجور

# حافظ حاجی حکیم سعید صاحبؒ کی شہادت

مہاتما گاندھی کے قتل پر مشہور انگریز قلم کار برناڈ شا نے کہا تھا کہ " آج معلوم ہوا کہ زیادہ نیک ہونا بھی کتنا خطرناک ہے" ہمدرد بھائیوں میں سے عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی کے چھوٹے بھائی اور انہی کی مثال حکیم سعید نوراللہ مرقدہ کی نیکیاں اور خدمتیں ان کے لئے بلائے جان بن گئیں انھیں ۲۰ راکتوبر کو کراچی میں موٹر سے اترتے وقت ستم کی گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ابلیس نے پہلے ہی دن کہہ دیا تھا کہ وہ ہر بھلے مانس کے لئے گھات لگا کر بیٹھے گا۔ لیکن جس سماج نے شیطان کو گھات لگانے کی اجازت دی۔ گھات کے مواقع فراہم کئے۔ وہ اپنی ذمے داری سے بچ نہیں سکتا۔ اس کو خدا کے سامنے دنیا و آخرت دونوں جگہ جواب دہی کرنی پڑے گی۔ جن لعینوں نے حکیم سعید صاحب کو قتل کیا ہے۔ یا ان کے قتل میں معاون ہوئے ہیں انھوں نے تاریخ کے بدترین مجرموں میں اپنا نام لکھوا لیا۔ اور دوزخ میں جانے کے حکم نامے پر اپنے آپ دستخط کرا لئے اللہ تعالٰے حکیم سعید صاحب مرحوم کے برادر بزرگ قبلہ حکیم عبدالحمید صاحب خاندان کے دوسرے افراد خاص طور پر مرحوم کی صاحبزادی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حکیم صاحب کی شہادت سے آج پوری انسانیت سوگوار ہے۔ یہاں حکیم صاحب مرحوم کی خدمتوں کو گنوانے کا موقع نہیں ہے۔ لیکن یہ بات کہنی ضروری ہے کہ دیگر بے شمار نعمتوں کے ساتھ شہادت کا اعزاز بھی اللہ تعالٰے نے ان کو عطا فرما کر ہمیشہ کی زندگی بخش دی۔ ایسی زندگی جس کا ہمیں شعور چاہے نہ ہو۔ لیکن جس میں رزق تک کا وعدہ ہے۔ جس شان سے انھوں نے زندگی کا حق ادا کیا۔ اور جس شان سے دنیا سے رخصت ہوئے۔ وہ ان کے کام اور خدمتوں کا اپنی جگہ خود ایک اجر ہے۔ ایسا اجر جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ لیکن یہ چیز ہمارے غم کو انسانیت کے غم کو کم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ حکیم صاحب کا قلق ہر اس دل کو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ جو واقعی کسی انسانی سینے میں دھڑکتا ہے۔ مرحوم کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالٰے ہم سب کا حافظ و ناصر رہے۔ حکیم صاحب کا سوگ پوری انسانیت کا سوگ ہے۔ اللہ تعالٰے سب کو ڈھارس دے سہارا عطا فرمائے آمین۔

سوگوار

حسن ثانی نظامی

# بھروسہ زندگانی کا

## ارشادات سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ

ارشاد ہوا کہ جو بھی وجود ہے۔ دو عدموں کے درمیان ہے اور وجود، جو دو عدموں کے درمیان ہو اس کو بھی عدم ہی سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ عورتوں کے ایام معروف میں اگر ایک روز خون نظر آتا ہے اور دوسرے روز پاکی رہتی ہے اور پھر تیسرے دن خون نظر آتا ہے تو اس پاکی کے بارے میں بھی خون ہی کا حکم ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جو وجود دو عدموں کے درمیان ہو۔ اس غیر متواتر پاکی کی طرح ہے جو دو خونوں کے درمیان ہو۔ مطلب یہ کہ اس زندگی کا کیا بھروسہ جس کے وجود پر عدم کا حکم لگ سکتا ہے۔ اس وقفے کو بیکاری اور غفلت میں کیوں گزارا جائے۔

پھر ایک بزرگ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ہمیشہ مشغول بحق رہتے اور خلقت سے میل جول نہ رکھتے۔ ان سے کہا گیا کہ تم نے یہ کیا حال کر رکھا ہے کہ کسی کے ساتھ بھی اُٹھنا بیٹھنا نہیں ہے۔ اور خلق کی صحبت سے پرہیز کرتے ہو۔ ان پیر (صاحب) نے جواب دیا کہ اس سے پہلے میں کتنے ہی ہزار سال معدوم رہا۔ اس کے بعد پھر زمانوں کے لئے معدوم ہو جاؤں گا۔ یہ جو تھوڑی سی عمر درمیان میں ملی ہے۔ اس کو کیوں ضائع کروں اور خلقت میں مل جل کر اور بے نتیجہ چیزوں میں مشغول ہو کر اس کو کیوں خرچ کروں اور اس نقد حیات کو حق کی رضا میں کیوں نہ خرچ کروں؟

. . . . . . . . . . . . !

حضرت (الشیخ) ایک روز کسی عزیز کی نماز جنازہ میں شرکت فرما کر آئے تھے۔ مرحوم کے بارے میں ارشاد ہوا کہ وہ بہت نیک آدمی تھے۔ اور نیک کاموں میں خرچ بھی کرتے تھے۔ کسی کی اچھائی برائی سے واسطہ نہیں رکھتے تھے۔ اور نیکی کی راہ پر چلتے تھے۔ . . . . . ان مرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ سنا ہے انتقال کے وقت وہ اکیلے تھے۔ اپنے پرائے میں سے کوئی بھی قریب نہ تھا۔ بس وہ تھے اور حق تعالٰے اور یہ بڑی اچھی حالت اور بہت بڑی سعادت ہے۔

(انتخاب واقتباس از فوائد الفواد ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی)

# بلا اور دعا اور صبر اور رضا

## سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے فرمودات

فرمایا کہ دعا بلا نازل ہونے سے پہلے کرنی چاہیے۔ عربی الفاظ میں فرمایا کہ جب بلا اوپر سے نازل ہوتی ہے تو دعا نیچے سے اوپر جاتی ہے۔ اور ہوا میں دونوں کا ایک دوسرے سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اگر دعا میں طاقت زیادہ ہوتی ہے۔ تو وہ بلا کو پیچھے ہٹا دیتی ہے۔ ورنہ بلا نیچے آجاتی ہے۔

اس بات کے مناسب حال یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب تاتاری کافروں کی یورش ہوئی اور مغلوں کی بلا نیشاپور پہنچی تو وہاں کے بادشاہ نے کسی کو شیخ فریدالدین عطار قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس بھیجا کہ دعا کیجیے۔ انھوں نے جواب دیا کہ دعا کا وقت گزر چکا اب تو رضا کا وقت ہے۔ یعنی خدا کی طرف سے بلا نازل ہو چکی۔ اب تو خود کو اس کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ نزول بلا کے بعد بھی دعا کرنی چاہیے۔ اگرچہ اس طرح بلا دور نہیں ہوتی۔ لیکن بلا کی صعوبت کم ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد صبر و رضا کا ذکر نکلا۔ ارشاد ہوا۔ صبر یہ ہے کہ جب بندے کو کوئی ناگوار بات پیش آئے تو اس پر صبر کرے اور شکایت نہ کرے۔ اور رضا یہ ہے کہ جب بندے کو کسی ناپسندیدہ چیز سے واسطہ پڑے تو اس سے اس کو ناگواری نہ ہو جیسے کہ اسے بلا سے واسطہ ہی نہیں پڑا۔

پھر فرمایا کہ متکلمان اس مفہوم کو درست نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کس طرح سوچا جا سکتا ہے کہ کسی کو ناگوار بات سے سابقہ ہو اور وہ اس پر ناگوار نہ گزرے۔ ارشاد ہوا کہ اس کے بہت سے جواب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص راستہ چل رہا ہے اور اس کے پیر میں کانٹا چبھ گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ لیکن وہ اتنی جلدی میں جا رہا ہوتا ہے اور اس کا دھیان کسی اور طرف اس طرح لگا ہوا ہوتا ہے کہ کانٹا چبھنے کی اسے مطلق خبر نہیں ہوتی۔ کچھ دیر بعد پتہ چلتا ہے۔ اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص جنگ میں مشغول ہے۔ اور اس کے کوئی زخم لگا لیکن وہ لڑائی میں ایسا محو ہوتا ہے کہ زخم کو ذرا بھی محسوس نہیں کرتا جب اپنی قیام گاہ پر واپس آتا ہے تو احساس ہوتا ہے۔

(انتخاب و اقتباس از فوائد الفواد ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی)

Vol. 73 No. 2 NOVEMBER 1998 Regd. DL-30001/98
Telephone : 4619807 793/57
Telegrams : " KHAJGAN " New Delhi
THE MUNADI, NEW DELHI 110013